جلد ۱۵ احسان ـ وفا ۱۳۵۳ ہش شمارہ ۶ ـ ۷

جون ـ جولائی ۱۹۷۴ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (اٰلِ عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت آٹھ روپے
دیگر ممالک ایک پونڈ

فی پرچہ پچھتر پیسے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

احسان ، وفا ۱۳۵۳ ھش

جمادی الاول جمادی الثانی ۱۳۹۴ ہجری جون و جولائی ۱۹۷۴ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

قیمت سالانہ - آٹھ روپے

فی پرچہ پچھتر پیسے

فہرست مضامین

پبلشر .... چوہدری محمد ابراہیم

مطبع .... ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت .... دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی ربوہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جلد ۱۵ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۶

احسان ۱۳۵۳ ہش

(۱)

جب حضورؐ ابن تیہانؓ انصاری کے گھر تشریف لے گئے۔

ابن تیہان مدینہ کے اوس قبیلہ میں سے کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ سن تیرہ نبوی میں ۱۲ ذی الحجہ کو جو تہتر خوش نصیب مکہ کی ایک گھاٹی میں رات کو اکٹھے ہوئے تھے۔ یہ بھی ان میں سے ایک تھے۔ اور یہ واقعہ عقبہ ثانیہ کے نام سے تاریخ میں مشہور رہا ہے۔ اس موقعہ پر حضرت عباس نے (جنہوں نے اس وقت تک اسلام قبول نہ کیا تھا) انصار کو مخاطب ہوکر فرمایا تھا کہ ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے سامنے سینہ سپر رہے اور اس امانت کی حفاظت کی۔ اب یہ تمہارے ہاں آنا چاہتے ہیں۔ اگر اس بار کو اٹھا سکتے ہو تو آگے آؤ۔ لیکن اگر یہ بار نہیں اٹھا سکتے۔ تو آج ہی صاف صاف کہہ دو۔ پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی تلاوت فرمائی اور اسلام کی برکات بیان فرمائیں اور فرمایا کیا تم میری بیعت کرتے ہو کہ اس طرح میرا دفاع کروگے جس طرح اپنے بیوی بچوں کا۔ اس موقعہ پر ابوالہیثم ابن تیہان انصاری نے کہا تھا۔ یارسول اللہ ہمارے اور یہود کے باہمی تعلقات ہیں۔ ہم ان کو ختم کردیں گے۔ پر یہ تو نہ ہوگا کہ جب خدا آپ کو غالب کردے تو آپ ہمیں چھوڑ کر پھر اپنی قوم میں تشریف لے جائیں۔ اس پر آپ نے فرمایا تھا نہیں جہاں تمہارا خون بہے گا۔ وہیں میرا خون بہے گا۔ جس سے تمہاری جنگ ہوگی میری جنگ ہوگی۔ جس سے تمہاری صلح ہوگی میری صلح ہوگی۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ ان تہتر میں سے سب سے پہلے بیعت کرنے والے یہی ابن تیہان انصاری تھے۔ ان کا ہاتھ سب سے پہلے حضور کے ہاتھ میں پہنچا بعض نے براء بن معرور کا نام لکھا ہے۔

کبھی محبت کا اظہار میدان جنگ میں جاں نثاری سے ہوتا ہے کبھی محبت کا اظہار وارفتگی اور ان جذبات

سے ہوتا ہے جن کا اظہار گھر کے صحن اور گلی کوچوں میں باہم ملاقات کے وقت ہوتا ہے۔ عقیدت اور محبت کا رنگ جہاں ہو وہ نمایاں ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے کسی منطقی استدلال اور علمی موشگافی کی ضرورت نہیں۔ ہر صاحب نظر و دل اسے محسوس کرتا ہے۔ ابن تیہان کے گھر حضور کی تشریف آوری اور ابن تیہان کے محبت و عشق کے اظہار کا واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن دوپہر کے وقت جب لوگ گھروں سے باہر نہیں نکلتے حضرت ابوبکرؓ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے دریافت کیا ابوبکر اس وقت کیسے آنا ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ آپ کے روئے مبارک کو ایک نظر دیکھنے کے لیے اور سلام و زیارت کے لئے آیا ہوں۔ تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ حضرت عمرؓ بھی آگئے۔ حضورؐ نے عمرؓ سے بھی آنے کا سبب دریافت فرمایا تو حضرت عمرؓ نے عرض کی۔ حضور مجھے تو بھوک لائی ہے۔ ارشاد ہوا بھوک ہمیں بھی لگی ہے۔ چلو ابوالہیثم بن تیہان انصاری کے گھر چلیں (اس کے کھجوروں کے درخت بکثرت تھے۔ بھیڑ بکریاں کافی تھیں لیکن نوکر کوئی نہیں تھا) چنانچہ حضور اس کے گھر تشریف لے گئے تو وہ گھر پر نہ تھا۔ حضورؐ نے اس کی رفیقہ حیات سے کہا تمہارا ساتھی کہاں ہے اس نے عرض کی کہ وہ پینے کے لئے میٹھا پانی لینے کے لئے گیا ہے۔ چنانچہ ابوالہیثم بن تیہان مشکیزہ اٹھائے آگئے۔ مشکیزہ رکھا اور حضور سے چمٹ کر بلائیں لینے لگا۔ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان اور حضور کو باغ میں لے آیا۔ کھجوروں کے گچھے توڑ کر حضور کے سامنے رکھ دیئے۔ اس میں کچی کھجوریں بھی تھیں اور نیم پختہ بھی۔ حضور نے فرمایا ابوالہیثم چن کر کیوں نہ لے آئے۔ عرض کی یا رسول اللہ میں نے پسند کیا کہ حضور جو پسند فرمائیں نوش جان فرمائیں۔ حضورؐ نے کھجوریں کھائیں اور ٹھنڈا پانی پیا۔ اور فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ یہی وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا۔ یعنی قرآن کی اس آیت کی طرف اشارہ فرمایا۔

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (سورۃ التکاثر)

یہ ٹھنڈا سایہ، تازہ کھجوریں اور شیریں پانی خدا کی نعمتیں ہیں۔

پھر ابوالہیثم کھانے کے انتظام کے لئے چلے تو حضور نے فرمایا دودھ دینے والی بکری ذبح نہ کرنا۔ چنانچہ انہوں نے بکروٹہ ذبح کیا۔ کھانا تیار کروا کر حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے کھانا تناول فرمایا تو فرمایا تمہارے پاس کوئی خادم نہیں ہے۔ جب کوئی قیدی آئیں تم آنا۔ چنانچہ دو قیدی آئے تو حضور نے انہیں بلایا فرمایا ان میں سے ایک چن لو۔ اس نے عرض کی حضور ہی انتخاب فرما دیں۔ آپ نے فرمایا تم نے مجھ پر ذمہ واری ڈال دی ہے سنو۔ المستشار مؤتمن۔ جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے۔ یہ لے لو۔ میں نے اسے عبادت کرتے

دیکھا ہے نیک معلوم ہوتا ہے۔ اور دیکھو اس سے نیک سلوک کرتا۔ ابوالہیثم نے آکر بیوی کو حضور کا ارشاد بتلایا۔ اُس نے کہا پھر حضورؐ کے ارشاد کی تعمیل کی یہی صورت ہے کہ اسے آزاد کردیں۔ چنانچہ انہوں نے اسے آزاد کردیا۔ حضورؐ نے سنا تو فرمایا ہر آدمی کے دو قسم کے ساتھی ہوتے ہیں ایک نیکی کی تلقین کرنے والا اور ایک بدی کی طرف ترغیب کرنے والا اور نقصان پہنچانے والا۔ جو بُرے ساتھی سے بچایا گیا وہ بچ گیا۔

ابوالہیثم کی فدائیت۔ نیکی اور محبت کا اندازہ بھی کیجئے اور اس پاک اور مثالی معاشرہ کا بھی اندازہ کیجئے بنی مخلوق کے ساتھ خیرخواہی اور نیکی ہی اس کے نمایاں عنصر ہیں۔

(۲)

ستائیس مئی

خدا تعالیٰ کے مامورین اس کی قدرت نمائی کے لئے دُنیا میں آتے ہیں۔ وہ تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف واولےٰ ہوتے ہیں۔ لیکن لم یبدل ولم یتغیر خدا ہی کی صفت ہے۔ وہ اپنے مقررہ وقت پر اپنے خالق حقیقی کے حضور پیش ہو جاتے ہیں۔ ان کے جانے سے ایک طرف مومنوں کے دل ڈوبنے لگتے ہیں۔ دوسری طرف مخالفین شادیانے بجاتے ہیں۔ تب خدا تعالےٰ ان کے مشن کی تکمیل کے لئے قدرتِ ثانیہ کا ظہور فرماتا ہے۔ وہ گرتے ہوئے دلوں کو تھام لیتا ہے۔ اور مخالفین کی جھوٹی خوشیوں کو پامال کردیتا ہے اور مومنین کی جماعت پھر ایک بار ایک ہاتھ پر جمع ہوکر اپنی منزل کی طرف گامزن ہوجاتی ہے۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا وصال ہُوا۔ اپنے وصال سے دو تین سال پہلے آپ نے ایک رسالہ الوصیت لکھا۔ جس میں آپ نے جماعت کو قدرتِ ثانیہ کی بشارت دی اور فرمایا وہ دائمی ہوگی اس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ جب وہ مامور اس دنیا سے رخصت ہُوا تو اپنے تو اپنے بیگانوں نے اقرار کیا۔ کہ وہ ایک فتح نصیب جرنیل تھا۔ اسے نازشِ فرزندانِ تاریخ کہا اور کہا کہ ایسے وجود ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ ان کے قلم کو انہوں نے سحر، زبان کو جادو، اور نظر کو حشر قرار دیا۔ اور لکھا کہ اس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے۔ اس نے شورِ قیامت ہوکر خفتگانِ ہستی کو بیدار کیا۔ اور لکھا آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔ انہوں کو خیال تھا کہ ان کے سبب سے فرشتوں کا نزول ہوتا تھا آسمان کے دریچے وا تھے۔ نشان نمائی ہوتی تھی۔ خدا کے مامور کو خدا تعالےٰ نے بہت پہلے فرمایا تھا

"موت کے بعد میں پھر تجھے حیات بخشوں گا۔"

اور فرمایا تھا کہ :۔

" جو لوگ خداتعالےٰ کے مقرب ہیں وہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہو جایا کرتے ہیں"

فرمایا تھا :۔ " میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھے اٹھاؤں گا" (تذکرہ ۱۷۶)

اس کی تشریح کرتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا کہ میری اس دوبارہ زندگی سے مراد بھی میرے مقاصد کی زندگی ہے۔ ۲۶ رمئی کو آپ کا وصال ہوا اور ۲۷ رمئی کو جماعت کو قدرتِ ثانیہ عطا ہوئی مسیح پاک کے مشن کا تسلسل قائم رہا۔ جماعت کے لئے اس دن خدا کی قدرت ظاہر ہوئی اور یہ الہام پورا ہوا۔

ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق (بدر جلد ۶ ۱۵)

پس ستائیس مئی جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک نہ بھولنے والا دن ہے۔ خدا کی دوسری قدرت یعنی خلافت جماعت میں قائم ہوئی۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اس قدرتِ ثانیہ کو تا ابد قائم رکھے۔ ہم اعمالِ صالحہ بجا لانے والے ہوں۔ اور خدا کی اس نعمت کی قدر کرنے والے۔ ہم کندھے سے کندھا ملا کر خلافت کے زیرِ سایہ آگے بڑھتے رہیں۔ آمین یارب العالمین۔

(۳)

ہمارے آنے کے بعد

خالقِ کائنات نے اِس معمورہ ارض کی تخلیق کی۔ اور اسے متنوع صفات سے متصف کیا۔ کہیں سمندر ٹھاٹھیں مارتا نظر آتا ہے۔ تو کہیں صحراؤں میں بگولے اٹھتے نظر آرہے ہیں۔ کہیں آبشاریں گر گر اس کے جمال کے گیت گاتی ہیں تو کہیں درخت اس کے بلند و بالا ہستی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ کہیں مخملیں سبزہ کی چادر دل کو لبھاتی ہے تو کہیں خشک چٹانیں اس کی عظمت کے راگ الاپتی ہیں۔ ایک بینا آنکھ کو ان سب میں خلاقِ ازل کی قدرت کا ہاتھ نظر آتا ہے۔ ؎

وَکُلٌ اِلٰی ذٰلِکَ الْجَمَالِ یُشِیْرُ

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِہٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُھَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِیْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُھَا وَغَرَابِیْبُ سُوْدٌ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُہٗ کَذٰلِکَ (فاطر ۲۶)

فرمایا کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے بادل سے پانی اتارا ہے۔ پھر ہم نے اس سے مختلف رنگ کے پھل پیدا کئے ہیں اور پہاڑوں میں سے مختلف رنگوں کے پہاڑ ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض سفید ہیں اور بعض سرخ اور بعض سیاہ۔ اور لوگوں اور چارپایوں اور جانوروں میں سے بھی بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کا رنگ دوسرے سے جدا ہوتا ہے۔ حقیقت اسی طرح ہے۔

زمینوں کا یہ اختلاف۔ اوصاف کا اختلاف۔ رنگوں کا اختلاف اس ذات ازلی کی لامحدود صفات پر دال ہیں۔ اگر ایک صاحب دل کے قلب کو پھولوں کے تختے۔ جھیلوں کے درختوں میں ہوا کی سائیں سائیں اور آبشار کا ترنم لبھاتا ہے۔ تو ایک صاحب نظر کو بنجر چٹانوں اور لق و دق صحراؤں میں بھی اسی کا جلال نظر آتا ہے۔ اگر سوئٹزرلینڈ کی جھیلیں، ہالینڈ کے پھول، یورپ کی سر بفلک عمارتیں کسی کو اچھی لگتی ہیں۔ تو کوئی اُحد کے پہاڑ۔ غارِ حرا۔ صفا و مروہ کی پہاڑیوں پر سو جانیں نثار کرتا ہے۔ اگر کسی کی آنکھوں کو امریکہ کی کئی منزلوں کی عمارتیں پسند ہیں۔ تو کسی کو سارا حُسن مکہ و مدینہ کی گلیوں میں نظر آتا ہے۔ اسے کوئی لاکھ کہے کہ دیکھو یہ پہاڑیاں بنجر ہیں وہاں کوئی آبشاریں نہیں گرتیں۔ یہاں صحراؤں میں بگولے اور آندھیاں اٹھتی ہیں۔ جو بعض دفعہ راہ چلنے والے قافلوں کو نگل جاتی ہیں۔ اگر یہاں جگہ جگہ میٹھے پانی کے چشمے جاری نہیں۔ یہاں زعفران کے کھیت نہیں۔ تو یہ مقام اس کی نظر سے گر نہیں سکتے کہ ان بنجر صحراؤں میں، ان خشک چٹانوں میں، اسی بے آب و گیاہ جنگل میں خدا نے کسی سے پیار کیا تھا۔ یہاں اس کے نشان ظاہر ہوئے تھے۔ اسے اگر کوئی کہے کہ یہ کیا زمین ہے؟ یہاں کوئی سبزہ نہیں۔ یہاں لہلہاتے کھیت اور سیب سے لدے باغ نہیں۔ یہ خشک چٹانیں، یہ تلخ پانی، یہ ریت کے ٹیلے۔ کیا خدا تعالےٰ نے یہاں کلام کرنا تھا؟ کیا اسے یورپ کے مرغزار، اور آبشاروں کی دنیا اور پھولوں کی سرزمین پسند نہ تھی؟ یہ تمہارے خدا نے کیا پسند فرمایا تو کیا وہ ایک مشہور مسلمان اہلِ قلم کی طرح یہ نہیں کہے گا کہ اس خلاق ازل کی سنت یہی ہے کہ وہ خشک شاخ سے پھول اگاتا ہے۔ وہ پپڑیاں جمے ہوئے ہونٹوں سے ہمکلام ہوتا ہے۔ واقعہ ایلاء کے وقت جب حضرت عمرؓ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو کھری چارپائی پر لیٹے اور کمرے میں ایک طرف چند مٹھی جو اور بے رنگی کھالیں دیکھ کر آبدیدہ ہو کر عرض کی تھا کہ قیصر و کسریٰ اس آرام میں اور خدا کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ کا یہ حال۔ تو اس موازنہ پر کیا حضور دل گرفتہ ہوئے تھے یا یہ فرمایا تھا۔ عمر ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

اب اگر پھر خدا نے کسی حکمت کے ماتحت۔ بنجر چٹانوں کو چن لیا۔ اس نے ناقابلِ کاشت زمین کو چُنا تو اس زمین کی قسمت جاگ اٹھی۔ اس کا سبزہ زاروں سے مقابلہ کر کے اس زمین اور اس کے رہنے والوں کو بُرا بھلا کہنے والا سوچ لے اگر کوئی یورپین دوسری مقدس زمینوں کا مقابلہ اپنے سبزہ زاروں سے کرے تو

آپ کا کیا جواب ہوگا ؟ وہ اعتراض تو نہ کرو جو کوئی دوسرا کسی وقت آپ پر کرسکے۔

ربوہ کی آبادی خدا کی مشیت کے ماتحت ہوئی ہے۔ اب دیکھ لو اس زمین میں کیا کیا پھول کھل رہے ہیں۔ خدا کے منشاء کے ماتحت ایک دن یہاں خدا کے چند کمزور بندے خیمے لگاکر آباد ہوئے تھے۔ رات کی تاریکی میں یہاں گیدڑ بولا کرتے تھے۔ اور مسافر یہاں سے سواری تیز کرکے نکل جاتا تھا۔ آج دیکھو یہاں کتنے تعلیمی ادارے آباد ہو چکے ہیں۔ یہاں کی عظیم لائبریریاں دیکھو۔ اس چٹیل میدان میں کوئی درخت نظر نہ آتا تھا۔ آج دیکھو اس کے سکولوں، کالجوں اور دفتروں کے میدان اور اس میں کھلے ہوئے گلاب کے قسما قسم کے پھول۔ اب جھونپڑیاں غائب ہو رہی ہیں۔ اور ان کی جگہ غیر ممالک سے آنے والوں کے لئے ائرکنڈیشنز فلیٹ تعمیر ہو رہے ہیں۔

اور دیکھو اس لق و دق صحرا میں کوئی افریقہ کا صاحب دل آیا ہے۔ تو امریکہ سے بھی صاحب نظر یہاں تعلیم حاصل کرنے آئے ہوئے ہیں۔ اگر گھنگھریالے بالوں والی بلال کی برادری یہاں نظر آرہی ہے تو سفید فام کیمی حلقہ بگوشِ اسلام ہوکر اس دھرتی پر قدم دھر رہا ہے۔ دیکھو ہمارے آنے سے پہلے یہاں کیا تھا اور ہمارے آنے کے بعد کیا ہوا۔ یہاں سے عظمتِ اسلام کے ترانے گانے کے لئے مجاہد روانہ ہو رہے ہیں۔ یہاں اسلام کی اشاعت کے لئے لٹریچر تیار ہوتا ہے۔ یہاں سے علم اسلام سینہ سے لگائے مجاہدین روانہ ہو رہے ہیں۔ یہاں اسلام کی اشاعت کے لئے لٹریچر تیار ہوتا ہے۔ اور ہاں آخر میں یہ عرض کرونگا کہ سورۂ فاطر کی آیت کو پڑھو۔ یہ سب زمینیں اس خالق کی خلق ہیں اس خالق کی تخلیق کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو۔ بینا آنکھ اور معرفت رکھنے والا دل ہر شے میں اس کا حُسن دیکھتا ہے ؎

چشمِ مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خم دار کا
آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ ترا رُخ کافر و دیندار کا

حقیقی راحت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"مومن کو حقیقی راحت اور آسائش کے لئے رو بخدا ہونا چاہیئے۔ جو مومن آسائش کی زندگی چاہتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کریں اور اس کے سوا اور کسی پر بھروسہ نہ کریں" (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۳۲۷)

ارشادات رسولؐ
ما اتٰکم الرسول فخذوہ

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

سَمِعْتُ ابا هريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من خاف ادلج ومن ادلج بلغ المنزل - الا ان سلعة الله غالية الا ان سلعة الله الجنة - (ترمذی)

ترجمہ:
مَیں نے ابوہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سفر سے ڈرا وہ رات کے اندھیرے میں سفر کے لئے نکل کھڑا ہوا اور جو رات کو چلا وہ منزل پر پہنچ گیا۔ سنو! اللہ کا سودا مہنگا ہے۔ سنو! اللہ کا سودا جنت ہے۔

تشریح: - کسی نے خوب کہا ہے ؎

مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دُور ہوتا ہے

منزلِ مقصود کو پانے کے لئے آراموں کو تیاگ دینا پڑتا ہے۔ کسی عرب شاعر نے کہا ؎

تروم العز ثم تنام ليلاً

تو عزت چاہتا ہے لیکن رات کو سویا رہتا ہے یہ کیسے ممکن ہے؟ انسان جب تک بحر میں غوطہ زنی نہیں کرتا وہ موتی سمندر سے نہیں لا سکتا۔ غفلت اور سُستی سے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔ دین ہو یا دنیا سخت محنت کے بغیر کامیابی محال ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ

کہ انسان کو خدا سے ملنے کے لئے سخت مشقت برداشت کرنا ہوگی۔ لیکن میری توجہ حدیث کے اس فقرہ نے اپنی طرف مبذول کی الا ان سلعة الله غالية کہ خدا کا سودا مہنگا ہے اور وہ سودا جنت ہے۔ ہم تو اس بڑھیا کی طرح روئی کے گالے سے یوسف کو خریدنا چاہتے ہیں۔ جنت تو ملتی ہے جان و مال دینے سے۔ یہ سودا سستا نہیں ہے۔ اس کے لئے قربانیوں کے معیار کو بڑھایئے کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کا سودا مہنگا ہے۔ اس مارکیٹ میں مندا نہیں۔ بھاؤ گرا ہوا نہیں ہے۔ جنت خریدنا آسان نہیں ہے۔

ـــــ ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام ـــــ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میرا عقیدہ ہے

اور لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ پر آنحضرتؐ کی نسبت میرا ایمان ہے

(۱) "صراطِ مستقیم فقط دینِ اسلام ہے اور اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر النّاس ہیں۔"
(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ ص۵۶۴)

(۲) "بجز جناب ختم المرسلین احمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی ہمارے لئے ہادی اور مقتدیٰ نہیں جس کی ہم پیروی کریں یا دوسروں سے کرانا چاہیں۔" (ازالہ اوہام حصہ اول ص۱۸۲)

(۳) "وہ انسانِ کامل جو آفتابِ روحانی ہے جس سے نقطہ ارتفاع کا پورا ہوگیا ہے اور جو دیوارِ نبوت کی آخری اینٹ ہے وہ حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔" (سرمہ چشم آریہ حاشیہ ص۱۹۰)

(۴) "مجھے اللہ جلشانہ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میرا عقیدہ ہے اور لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔" (کرامات الصادقین ص۲۵)

(۵) "یقیناً یاد رکھو کہ کوئی شخص سچا مسلمان نہیں ہو سکتا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا متبع نہیں بن سکتا۔ جب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیّین یقین نہ کرے۔"
(الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۲ء)

(۶) "عقیدہ کی رُو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔" (کشتی نوح ص۱۵)

(عربی کلام امام الزمان)

فَدَتْ نَفْسِیْ نَبِیًّا ذَا الْمَقَامِ

(میری جان اُس نبیؐ پر قربان ہے جو صاحبِ مقامِ محمود ہے۔)

فَلَا وَاللّٰہِ لَسْتُ کَکَافِرِیْنَا　　فَدَتْ نَفْسِیْ نَبِیًّا ذَا الْمَقَامِ

یہ بات نہیں۔ خدا کی قسم میں کافر نہیں۔ میری تو جان اُس نبیؐ پر قربان ہے جو صاحبِ مقامِ محمود ہے۔

وَاَصْبَانِی النَّبِیُّ بِحُسْنِ وَجْہٍ　　اَرٰی قَلْبِیْ لَہٗ کَالْمُسْتَہَامِ

اور میرا دل نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ مَیں اپنے دل کو حضورؐ کے عشق میں سرا سیمہ دیکھتا ہوں

وَذِکْرُ الْمُصْطَفٰی رُوْحٌ لِقَلْبِیْ　　وَصَارَ لِمُہْجَتِیْ مِثْلَ الطَّعَامِ

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یاد میرے دل کا آرام ہے اور حضورؐ کی یاد میری جان کی غذا ہے۔

وَخَصْمِیْ یَجْعَلَنْ مِنْ غَیْرِ حَقٍّ　　وَیَاْمَنُ مَکْرَ رَبٍّ ذِی انْتِقَامِ

اور میرا دشمن بے شرمی سے ناحق بدگوئی کر رہا ہے۔ اور خدا کے مکر سے جو ذو انتقام ہے اپنے تئیں امن میں سمجھتا ہے

سَیَبْکِیْ حِیْنَ یُضْحِکُنَا الْقَدِیْرُ　　وَقُلْنَا الْحَقَّ مِنْ غَیْرِ احْتِشَامِ

سنو وہ اس دن روئے گا جس دن خدا ہمیں ہنسائے گا۔ اور ہم نے بغیر کسی کی شرم کے سچی بات کہہ دی ہے

یُخَیِّبُنِیْ عَدُوِّیْ مِنْ وَرَائِیْ　　وَیُبَشِّرُ ذُو الْعَجَائِبِ مِنْ قُدَامِیْ

دشمن عقب سے مجھے ناکام بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ جبکہ خدا میرے سامنے سے مجھے بشارت دیتا ہے۔

وَاِنِّیْ سَوْفَ یُدْرِکُنِیْ اِلٰہٌ　　عَلِیْمٌ قَادِرٌ کَہْفِیْ مَرَامِیْ

اور عنقریب خدا تعالےٰ میری مدد کرے گا۔ اور وہ جاننے والا قدرت والا میری پناہ اور میرا مقصود ہے

اَاَنْتَ تُکَذِّبَنْ اٰیَاتِ رَبِّیْ　　اَاَنْتَ تُعَادِیَنْ سُبُلَ السَّلَامِ

کیا تو خدا تعالےٰ کے نشانوں کی تکذیب کرتا ہے۔　　کیا تو اسلام کی راہوں کا دشمن ہے۔

لَنَا مِنْ رَبِّنَا نُوْرٌ عَظِیْمٌ　　نُرِیْکَ کَمَا یُرٰی بَرْقُ الْحُسَامِ

ہمارے لئے رب کی طرف سے نور عظیم ہے۔　　ہم تجھے دکھائیں گے جیسے کہ تلوار کی چمک دکھائی جاتی ہے

(کلام الامام امام السلام)

در کوئے تو اگر سرِ عشّاق را زنند

(اگر تیرے کوچہ میں عاشقوں کے سر اتارے جائیں)

این صیقل دلم نہ ز زہد و تعبّد است　　　خود کردۂ بلطف و عنایات روشنم

یہ میرے دل کی صفائی کسی زہد اور کثرت عبادت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اے خدا تو نے ہی مجھے اپنی مہربانیوں اور احسان سے روشن کر دیا۔

صد منّت تو ہست بریں مشتِ خاک من　　　جانم رہینِ لطفِ عمیمِ تو ہم تنم

میرے اس وجود پر جو خاک کی ایک مٹھی ہے تیرے سینکڑوں احسان ہیں۔ میری جان بھی تیری عالمگیر مہربانیوں کی ممنون ہے اور میرا جسم بھی۔

سہل است ترک ہر دو جہاں گر رضائے تو　　　آید بدست اے پنہ و کہف و مامنم

دونوں جہاں کا ترک کرنا آسان ہے اگر تیری رضا مل جائے۔ اے میری پناہ۔ اے میرے حصار۔ اے میرے دارالامان

فصلِ بہار و موسمِ گل نایدم بکار　　　کاندر خیالِ روئے تو ہر دم بگلشنم

بہار کی فصل اور پھولوں کا موسم میرے لئے بیکار ہے کیونکہ میں تو ہر وقت تیرے چہرے کے خیال کی وجہ سے ایک چمن میں ہوں

چوں حاجت بود بادیبِ دگر مرا　　　من تربیت پذیر ز ربِّ مہیمنم

مجھے کسی اور ادب سکھانے والے استاد کی ضرورت کیوں ہو۔ میں تو اپنے محافظ و مربّی خدا سے تربیت حاصل کئے ہوئے ہوں۔

زاں ساں عنایت ازلی شد قریب من　　　کامد ندائے یار ز ہر کوئے و برزنم

اس کی دائمی عنایت اس قدر میرے قریب ہوگئی کہ دوست کی آواز میری ہر گلی کوچہ سے آنے لگی۔

یا رب مرا بہر قدمم استوار دار　　　واں روز خود مباد کہ عہدِ تو بشکنم

اے میرے رب مجھے ہر قدم پر مضبوط رکھ۔ اور ایسا کوئی دن نہ آئے کہ میں تیرا عہد توڑوں۔

در کوئے تو اگر سرِ عشّاق را زنند　　　اوّل کسیکہ لافِ تعشق زند منم

اگر تیرے کوچہ میں عاشقوں کے سر اتارے جائیں تو سب سے پہلے جو عشق کا دعوے کرے گا وہ میں ہوں گا۔

محنت کی عادت ڈالو

حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں نے یہ بارہا کہا ہے کہ بیکار مت رہو۔ اور کام کرو۔ اس میں امیر و غریب سب مساوی ہیں۔ بلکہ غریب کو جس کا پیٹ خالی ہے کام کرنے کی زیادہ ضرورت ہے میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ تحریکِ جدید تمہیں اس وقت تک کامیاب نہیں کر سکتی جب تک رات دن ایک کر کے کام نہ کرو۔ اپنی راتوں اور دنوں پر قبضہ نہ کر لو۔ اور ایسی عادت نہ ڈال لو کہ جس کام کو اختیار کرو ایسی طرح کرو کہ جس طرح ہمارے ملک میں کہتے ہیں "تخت یا تختہ" جب تک یہ روح پیدا نہ ہو۔ جب تک کوئی شخص اپنے آپ کو فنا کرنے کے لئے تیار نہ ہو اس وقت تک کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ تم لاکھ ایڑیاں رگڑو مگر اس وقت تک کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ جب تک اس طریق پر کام نہ کرو جو اللہ تعالیٰ نے کامیاب ہونے کے لئے مقرر کیا ہے۔ میں پھر نصیحت کرتا ہوں کہ محنت کی عادت ڈالو۔ بیکاری کی عادت کو ترک کر دو۔ فضول مجلسیں بنا گپیں ہانکنا اور بکواس کرنا چھوڑ دو۔ حقہ اور دیگر ایسی لغو باتوں میں وقت ضائع نہ کرو۔ اور کوشش کرو کہ زیادہ سے زیادہ کام کر سکو۔"

(خطبہ جمعہ ۲۲ جنوری ۱۹۳۷ء)

جماعت احمدیہ میں خلافت

از ایڈیٹر

خلافت کا وعدہ

اللہ تعالیٰ سورۂ نور کی آیت استخلاف

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ۔

میں فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مومنوں اور اعمال صالحہ بجا لانے والوں سے یہ وعدہ ہے کہ وہ ان کو زمین میں اسی طرح خلافت عطا کرے گا جس طرح پہلوں کو عطا کی۔ یہ وعدہ امت مسلمہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے افضل النبیین محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ کے وصال پر امت مسلمہ کو خلافتِ راشدہ عطا فرمائی۔ خلیفہ نبی کے مشن کی ہی تکمیل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ خلافت کے ذریعہ نبوت کی برکات سے امت کو متمتع فرماتا ہے۔ خلیفہ نبی تو نہیں ہوتا لیکن وہ نبوت کے تسلسل میں ہی ہوتے ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلافت کا فلسفہ اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو کہ تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اس غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا۔ تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔"

خلافت کے مختلف دور

پس خلافت رسالت کا ہی تتمہ ہے اور رسالت کی فیض رسانی اس کا مشن ہے۔ مشکوٰۃ کی حدیث میں امت مسلمہ میں خلافت کی پیشگوئی ہے۔ اور یہ صراحت ہے کہ خلافتِ راشدہ کے بعد جب ملوکیت اور پھر استبدادیت

کا دور دورہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس امت پر رحم فرماتے ہوئے پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کو قائم فرمائے گا
الفاظ حدیث یہ ہیں:۔

تَكُونُ النُّبُوَّةُ فِيكُمْ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللهُ تَعَالَىٰ ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَىٰ مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللهُ تَعَالَىٰ ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللهُ تَعَالَىٰ ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُونُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللهُ تَعَالَىٰ ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَىٰ مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ۔

(مشکوٰۃ کتاب الانذار والتحذیر)

ترجمہ:۔ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا تم میں نبوت رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو اٹھالے گا۔ پھر خلافت نبوت کے طریق پر قائم ہوگی۔ اور جب تک خدا چاہے گا وہ رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو اٹھالے گا۔ پھر تنگ کرنے والی ملوکیت ہوگی اور جب تک خدا چاہے گا وہ رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو اٹھالے گا۔ پھر استبدادیت قائم ہوگی اور جب تک خدا چاہے گا وہ رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو لے جائے گا۔ اور پھر خلافت نبوت کے طریق پر قائم ہوگی۔

اور پھر اس کے بعد کسی اور دَور کا ذکر نہیں اور مشکوٰۃ میں پہلی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے الفاظ کے نیچے بین السطور لکھا ہے۔ ثم ینقلب النبوۃ خلافۃ کہ پھر نبوت خلافت میں تبدیل ہو جائے گی۔ اس سے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلافت کے بیان کردہ فلسفہ کی تائید ہوتی ہے وہاں مقام خلافت۔ پر بھی استدلال ہوتا ہے۔ پھر آخری الفاظ کہ ثم تکون خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ۔ پھر خلافت نبوت کے طریق پر ہوگی کی تشریح میں حدیث میں بین السطور لکھا ہے۔ الظاھر ان المراد زمن عیسیٰ و المھدی۔ ظاہر ہے کہ اس سے مراد عیسیٰ اور مہدی کا زمانہ ہے۔ یعنی یہ خلافت ان کے ذریعہ عطا ہوگی۔ کیونکہ علیٰ منہاج النبوۃ تبھی خلافت ہوسکتی ہے۔ جب کوئی نبی مبعوث ہو۔ اور اس کی آمد سے دلوں کی کدورتیں اور آلائشیں دور ہو جائیں۔ اس کے متبعین کو پھر اعمال صالحہ کی توفیق نصیب ہو۔ اور اس مامور کے وصال کے بعد اس کے نقش قدم پر اس کے مشن کی تکمیل کے لئے خلافت قائم ہو۔ تبھی وہ علیٰ منہاج النبوۃ ہو سکتی ہے۔

حضورؑ کے بعد نظام خلافت

مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ آپ کا وقت مقدر قریب ہے۔ تو آپ

نے ایک رسالہ لکھا جس میں فرمایا:

"چونکہ خدائے عزّوجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے اور اس بارہ میں اس کی وحی اس تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اپنے دوستوں اور ان تمام لوگوں کے لئے جو میرے کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیں چند نصائح لکھوں۔" (الوصیت)

اور منجملہ ان نصائح کے ایک نصیحت اس نظام کی نشاندہی تھی۔ جو آپ کے وصال پر جماعت کو عطا ہونا تھا۔

حضورؑ نے اپنے وصال کی غمناک خبر کے ساتھ جماعت کو قدرتِ ثانیہ کی بشارت دی۔ آپ نے فرمایا۔

"سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت آ نہیں سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔" (الوصیت)

قدرتِ ثانیہ کا ظہور۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خبر کے مطابق جب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا اور آپ یہ الفاظ دہراتے خدا کو پیارے ہوگئے "اللہ! میرے پیارے اللہ" تو ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو جماعت احمدیہ نے حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کو پہلا خلیفۃ المسیح منتخب فرمایا۔ اور جماعت احمدیہ کو قدرتِ اولیٰ کے بعد قدرتِ ثانیہ عطا ہوئی۔ اور یہ الہام پورا ہوا۔

"ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق" (بدر نمبر ۱۵)

حضور کی وفات کے بعد جہاں مخالفین خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ وہاں مومنین کے دل بھی لرزاں تھے کہ اب کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے قدرتِ ثانیہ کا ظہور فرما کر جہاں ایک طرف مخالفین کی جھوٹی ہار ہاں جھوٹی خوشیوں کو پامال کی۔ وہاں مومنین کو ایک ہاتھ پر جمع کرکے ان کے گرتے دلوں کو تھام لیا۔ اور پھر قدرتِ اولیٰ کا تسلسل قدرتِ ثانیہ کے ذریعہ ہوا۔ اس انتخاب پر جماعت کے قائمقام سیکرٹری خواجہ کمال الدین صاحب کی طرف سے جو اعلان

وہ یہ تھا۔

"حضور علیہ السلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجود قادیان واقربا حضرت مسیح موعود باجازت حضرت اُم المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی۔ والامناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نورالدین سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی" (بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

اِس اعلان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ

۱۔ یہ نظام جماعت میں الوصیت کے مطابق قائم کیا گیا تھا۔

۲۔ جماعت نے مولانا نورالدین رض کو خلیفۃ المسیح اور جانشین منتخب کیا تھا۔

۳۔ اس انتخاب میں انجمن کے بھی سارے ممبر شامل اور متفق تھے۔

خلیفۃ المسیح الاوّل کی بلند شخصیت۔

اور جماعت سے الگ ہونے والا ایک گروہ کیا کہتا ہے کہ مولانا نورالدین کی ذات اتنی بلند اور ارفع تھی کہ وہاں کوئی سوال ہی نہ تھا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی بلند شخصیت کے بارے میں اخبار پیغام صلح کا تبصرہ یہ تھا۔

"آپ ایک ایسی بزرگ ہستی تھے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صدیق کے مرتبہ پر قرار دیا اور جس کے متعلق فرمایا کہ وہ مشکوٰۃ نبوت کے انوار سے منوّر ہے۔ اور اپنی پاک طینتی اور شانِ مردمی کے مناسب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے انوار سے نور لیتا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ اس کے لبوں پر حکمت بہتی۔ اور آسمان سے نور اس کے پاس نازل ہوتے ہیں"۔

(اداریہ پیغام صلح ۸ اگست)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جن ارشادات کے پیشِ نظر یہ کہا گیا ہے کہ اس کے لبوں پر حکمت بہتی اور آسمانی نور سے روشنی لیتے ہیں۔ اب ان لبوں پر خلافت کے مقام اس کی اہمیت کے متعلق جو حکمت جاری ہوئی تھی۔ کیا ہر احمدی کو اسے آج بھی من وعن قبول کرنا چاہیئے یا نہیں؟

اور یہ کہنے کے باوجود کہ ہم نے خلیفۃ المسیح الاول کی بیعت اللہ تعالیٰ کے ساتھ روحانی تعلق بڑھانے کے لئے اور آپ کی دعاؤں سے فائدہ اٹھانے کے لئے اور آپ کے علم وفضل کے آگے سر نیچا کرنے کی عملی راہ کر مختلف

حیلوں بہانوں سے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کو تنگ کرنا شروع کیا۔ چنانچہ کچھ دیر بعد بجائے خلیفۃ المسیح کے صدر صدر انجمن احمدیہ لکھنا شروع کیا کہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صدر صدر انجمن احمدیہ مقرر فرمایا تھا۔ اس کا جواب تو حضرت خلیفۃ المسیح اول نے یہ دیا کہ سیدنا محمود کو صدر صدر انجمن مقرر فرمادیا۔ اسے کہتے ہیں کہ عدو شرّے بر انگیزد کہ خیرے دراں باشد کہ دشمن بعض دفعہ ایک شر کھڑا کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ اس کے نیچے رحمت کا ایک خزانہ رکھ دیتا ہے۔

دوسرا شوشہ یہ چھوڑا کہ مسیح موعود کی جانشین انجمن ہے نہ کہ فرد واحد، حالانکہ ان معنوں میں تو ہر سچا متبع آپ کا جانشین ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انجمن کو ماموریہ جانشین قرار دینے کا مفہوم یہ بیان فرمایا کہ

"چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔ اس لئے اس انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا۔" (الوصیت)

ایک تنبیہہ

اور پھر ایک دن ۳۱ جنوری ۱۹۰۹ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے جماعت کے سربرآوردہ افراد کو قادیان بلایا۔ اور مسجد مبارک میں فجر کی نماز میں جب آپ نے سورۃ بروج کی تلاوت فرمائی تو آیت

اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو مبتلائے آزمائش کرتے ہیں، پھر اس عمل سے رجوع نہیں کرتے۔ ان کے لئے جہنم اور آگ کا عذاب ہے۔

آپ نے دوبارہ اس آیت کو دوہرایا تو نماز میں ایک رقت پیدا ہو گئی اور جب نماز کے بعد آپ نے اتحاد پر تقریر فرمائی تو احباب کی چیخیں نکل گئیں۔ اور سب قدموں پر آگرے۔

خلافت حقدار کو ملی۔

پھر دوہرا دار کرنا شروع کیا کہ خلافت حقدار کو نہیں پہنچی اس کا جواب اس جانشین مسیح نے جس کے لبوں پر حکمت جاری تھی یہ دیا۔

"یہ اعتراض کرنا کہ خلافت حقدار کو نہیں ملی۔ رافضیوں کا عقیدہ ہے اس سے توبہ کرلو۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنادیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ

جھوٹا اور فاسق ہے۔ فرشتے بن کر اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرو۔ ابلیس نہ بنو۔"
(بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

کیا خلیفہ انجمن نے بنایا۔

بعض نے یہ بھی کہنا شروع کیا کہ ہم نے خلیفہ بنایا ہے۔ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے۔ گویا خلیفۃ المسیح الاول پر احسان تھا۔ ان کا حضرت خلیفۃ المسیح نے جواب انہیں یہ دیا۔

"مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں۔ ..... اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں ..... اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔" (بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

پیغام صلح نہیں پیغام جنگ۔

پیغام صلح لاہور سے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رض کی زندگی میں شائع ہونا شروع ہوا۔ مولوی محمد علی صاحب نے ٹریکٹ اظہار الحق نمبر ۱ و ۲ لکھے جن میں حضرت خلیفۃ المسیح اول اور مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی رض) پر اعتراضات تھے اس کا جواب مجلس انصار اللہ کی طرف سے دیا گیا۔ جس کا نام "اظہار حقیقت" رکھا گیا۔ جب اس کا مسودہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اس پر اپنے دست مبارک سے لکھا۔

"ہزار ملامت ہو پیغام پر جس نے اپنی چٹھی کو شائع کرکے ہمیں پیغام جنگ دیا۔ اور نفاق کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ الفتنة نائمة لعن الله من ایقظها۔"

اگلے خلیفہ کے اختیارات۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے سامنے ان کی ایک نہ چلی تو یہ کہنا شروع کیا کہ آپ کے بارے میں تو ہم کچھ نہیں کہتے۔ ہم آنے والے کے اختیارات کے بارے میں کہتے ہیں۔ اس کا جواب اس آسمانی نور سے راہ نمائی پانے والے نے یہ دیا۔

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری نسبت نہیں بلکہ اگلے خلیفہ کے اختیارات کی نسبت بحث کرتے ہیں مگر تمہیں کیا معلوم کہ وہ ابوبکر اور مرزا صاحب سے بھی بڑھ کر آئے ..... میں ایسے لوگوں کو جماعت سے الگ نہیں کرتا کہ شاید وہ پھر سمجھ جائیں۔" (۲ اکتوبر ۱۹۰۵ء)

ردائے خلافت اتاری نہیں جاسکتی

آپ نے اپنے پیشرو خلفاء راشدین کی طرح اس مسئلہ کو بھی واضح کردیا کہ خلافت حقہ کا عزل جائز نہیں۔ خدائی انتخاب میں کیڑے نکالنا کسی مسلمان کو زیبا نہیں۔ خلیفہ وقت امت میں سے اعلم، اتقی اور اخشی للہ ہوتا ہے آپ نے ایسے لوگوں کو مخاطب ہوکر فرمایا

"خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے۔ میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ اب کرتے کو ہرگز نہیں اتارا جاسکتا۔ اگر سارا جہان اور تم بھی میرے مخالف ہوجاؤ۔ تو میں بالکل تمہاری پرواہ نہیں کرتا۔ اور نہ کروں گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر تم مجھ میں کوئی اعوجاج دیکھو تو اس کی استقامت کے لئے دعا سے کوشش کرو۔ مگر یہ گمان نہ کرو کہ تم مجھ بڈھے کو آیت یا حدیث یا مرزا صاحب کے کسی قول کے معنی سمجھالو گے۔ اگر میں گندا ہوں تو یوں دعا مانگو کہ خدا مجھے دنیا سے اٹھالے۔ پھر دیکھو کہ دعا کس پر الٹی پڑتی ہے۔"

(البدر ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

الغرض قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر نے نہ صرف خلافت کو مستحکم اور مضبوط کیا بلکہ آپ نے جماعت کی علمی اور عملی رنگ میں تربیت فرمائی۔ جماعتی اتحاد کو قائم رکھا۔ قرآن مجید کی تدریس و تعلیم کو جماعت میں ترویج دیا۔ مسجد نور، ہائی سکول اور دارالاقامہ کی پرشکوہ عمارتیں تعمیر فرمائیں۔ مسیح موعود علیہ السلام کے نقش قدم پر خود بھی قائم رہے۔ اور جماعت کو بھی مضبوطی سے اس پر قائم رکھا۔

آپ کی بیماری اور جانشین کے لئے وصیت

۱۸ نومبر ۱۹۱۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول گھوڑے سے گر گئے۔ زخمی ہوئے۔ بیماری کچھ لمبی ہوئی تو آپ نے ایک لفافہ میں اپنے جانشین کا نام لکھ کر اپنے ایک عزیز شاگرد تیمور نامی کو دے دیا۔ مولوی محمد علی صاحب نے تسلیم کیا کہ یہ نام "محمود" تھا۔ وہ محمود جس کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رویا میں مسجد کی دیوار پر لکھا دیکھا تھا قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر نے مسیح پاک کے مشن کی تکمیل کے لئے جان کی بازی لگادی اور ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو اپنے پروردگار کے حضور حاضر ہو گئے۔

۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو جماعت نے مسیح پاک کے موعود مصلح موعود کو خلیفہ منتخب کیا۔ جب آپ سریر آرائے خلافت ہوئے آپ کی عمر ۲۵ سال تھی کچھ اکابر اندر ہی اندر ریشہ دوانیاں کرتے تھے۔ اب کھل کر سامنے آنے لگے حضرت

خلیفۃ المسیح الاول کی مرض الموت میں انہوں نے جماعت میں خلفشار اور انتشار پیدا کرنا شروع کیا۔ اور اب ان کے نمائندہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات پر تجویز پیش کی کہ چھ ماہ کے لئے خلافت کا انتخاب ملتوی کر دیا جائے کہ اس وقت جماعت میں انتشار ہے۔ اس کے بعد مزید انتشار بڑھاتے اور رہتے۔ اب مزید التوا مناسب ہوگا۔ لیکن قربان جاؤں اپنے مولا کے اور اس جواں سال موعود پسر کے کہ اس نے اپنا موقف سنت رسول کے مطابق رکھا اور کسی قسم کی اس میں کمزوری نہ آنے دی۔ ۱۴ مارچ کا دن جماعت کے لئے دعا کا دن تھا دل ترسال تھے۔ ۱۴ مارچ کو ظہر سے عصر تک حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا ارادہ دعا کرنے کا تھا کہ مولوی محمد علی صاحب نے بند کمرے میں آپ سے گفتگو شروع کر دی۔ باہر لوگوں کا ہجوم۔ آخر انہوں نے دروازہ کھٹکھٹانا شروع کیا۔ تب حضرت سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود فی الدنیا والآخرۃ نے کہا باہر جا کر لوگوں سے مشورہ لیا جائے۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ آپ یہ اس لئے کہتے ہیں کہ آپ کو علم ہے لوگوں نے کس کو منتخب کرنا ہے۔ آپ نے فرمایا میں تو آپ میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار ہوں۔

خلافت ثانیہ کا انتخاب۔

یہاں سے اٹھ کر آپ سیدھے مسجد نور میں پہنچے۔ جہاں ڈیڑھ دو ہزار کے قریب آدمی جمع تھے۔ پہلے عصر کی نماز پڑھی گئی۔ پھر حجۃ اللہ حضرت نواب محمد علی صاحب نے اٹھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وصیت سنائی اور فرمایا۔

"جو امانت حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے میرے سپرد کی تھی اس کو میں نے پہنچا دیا ہے۔ اب اس کے مطابق انتخاب کرنا آپ لوگوں کا کام ہے۔"

یہ کہہ کر آپ بیٹھ گئے۔ اور ہر طرف سے "میاں صاحب" "میاں صاحب" کی آوازیں آنا شروع ہوئیں۔ اس پر حضرت مولوی محمد احسن صاحب امروہی اٹھے آپ نے بلند آواز سے فرمایا۔

"میں وہ شخص ہوں کہ میری نسبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ دو فرشتوں میں سے جن کے کندھوں پر مسیح کا نازل ہونا حدیثوں میں آیا ہے ایک فرشتہ یہ خاکسار ہے۔ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کو ہر طرح اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ بیعت لیں۔ اور ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ ہماری بیعت قبول فرما دیں۔"

مولوی محمد علی صاحب نے بھی کچھ بولنا چاہا۔ مولانا محمد احسن صاحب بالمقابل کچھ کہنا چاہتے تھے۔ عرفانی کبیر

نے جرأت کر کے کہا:

"ان جھگڑوں میں قیمتی وقت ضائع نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمارے آقا حضور ہماری بیعت قبول فرمادیں"
لوگ بھرے بیٹھے تھے ایک دوسرے پر گرنے لگے اور سبقت کے لئے آگے بڑھنے لگے۔ ہجوم کے ریلے میں سے سیدنا محمود نے سر باہر نکالا اور اپنے استاد مولانا سرور شاہ صاحب مفتی سلسلہ سے کہا۔ مولوی صاحب مجھے تو بیعت کے الفاظ بھی یاد نہیں۔ مولوی صاحب نے الفاظ دہرائے اور حضور نے لوگوں سے بیعت لی۔ اور اس طرح قدرتِ ثانیہ کا دوسرا مظہر جماعت کو عطا ہوا۔

آپ کا دورِ خلافت نصف صدی سے ایک برس زائد تک رہا۔ یہ دور فتوحات، کامیابیوں اور کامرانیوں سے پُر تھا کہ ان کی تفصیل اس مختصر مضمون میں سموئی نہیں جاسکتی۔ اس کے متعلق پیشگوئی تھی کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ آپ کا زمانہ تیز رفتاری کا نہیں دوڑ کا تھا۔ الہام نے کہا تھا خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ خدا کی تائید اسے ہر آن حاصل رہی۔ اس کے عہد میں جماعت دنیا کے کناروں تک پہنچی۔ اور جب وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا گیا تو اس کے مخالفوں نے بھی تسلیم کیا کہ وہ قوم کا ایک عظیم معمار تھا۔ اس نے زندگی کا ہر لمحہ جماعت کی بہبود پر صرف کر دیا۔ سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے کیا خوب آپ کو خراجِ تحسین ادا کیا۔ آپ فرماتی ہیں ؎

صرف کر ڈالیں خدا کی راہ میں سب طاقتیں
جان کی بازی لگا دی قول پر ہارا نہیں

قدرتِ ثانیہ کا تیسرا ظہور

کشتیِ احمدیت کا یہ ناخدا ۷ اور ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کی درمیانی شب عالمِ جاوداں کی طرف جا سدھارا۔ اب ایک بار پھر دل ڈوب رہے تھے۔ مخالفین خوش تھے کہ اس عظیم قائد کے بعد یہ نازک ذمہ داری کون اٹھائے گا۔ کس کا کندھا یہ عظیم بوجھ برداشت کرے گا۔ نہ جانے دشمن کیا کیا سوچتے ہوں گے۔ ہمیں تو ان کے الفاظ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ جماعت کو کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہونے کے خواب دیکھتے تھے۔ اللہ کے فضل نے جماعت احمدیہ کی دستگیری کی اور قدرتِ ثانیہ کا تیسرا مظہر نافلۃ لک کا مصداق مصلح موعود کی گود میں پیدا ہوا تختِ خلافت پر متمکن ہوا۔ جماعت پھر ایک ہاتھ پر اکٹھی ہو گئی۔ شیرازہ منتشر دیکھنے والوں کے خواب پریشان ہو گئے۔ شیرازہ بندی ہوگئی۔ جماعت پھر اپنی منزل پر تیزی سے قدم مارنے لگی۔ آپ کے موعود عہد میں جماعت کو عظیم بشارتیں ملنے لگیں۔ اگر مخالفتوں کے طوفان تیز ہیں تو وعدے بھی عظیم الشان ہیں۔۔ اے خدا! تو ہمیں اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرما اور قدرتِ ثانیہ کی نعمت سے ہم کبھی منقطع نہ ہوں۔ قدرتِ ثانیہ تیرے فضلوں کی مورد بنی رہے اور ہم اس عروۃ وثقیٰ کو مضبوطی سے تھامنے والے ہوں

تاریخِ احمدیت کا ایک ورق

مہدی موعود کا مخلصانہ پیغام علمائے وقت کے نام

اور

خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت

مکرم دوست محمد صاحب شاہد

(۱)

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصدِ وحید یہ تھا کہ تمام دنیا کو انوارِ قرآنی سے منوّر کر دیا جائے۔ چنانچہ خود ہی فرماتے ہیں:۔

"خداوند تعالیٰ نے اس احقر العباد کو اس زمانے میں پیدا کرکے اور صدہا نشانِ آسمانی اور خوارقِ غیبی اور حقائق و معارف مرحمت فرماکر اور صدہا دلائلِ عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیماتِ حقہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرمائے۔ اور اپنی حجت ان پر پوری کرے۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۵۷۴ - ۵۷۵ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

حضرت اقدس علیہ السلام اپنے اس مقصد بعثت کی تکمیل کے لئے پوری عمر جہادِ کبیر میں سرگرمِ عمل رہے جہاں تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف بدزبانی اور گستاخی اور بے باکی کرنے والے معاندینِ اسلام کا تعلق تھا ان کے مقابل آپ تلوار بے نیام تھے۔ اور آپ کا اعلانِ عام تھا کہ

"ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے۔ جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے حملے کرتے ہیں۔"

(پیغامِ صلح صفحہ ۳۰)

لیکن کلمہ گو مسلمان حتیٰ کہ آپ کی تکفیر اور تحقیر کے خوگر و دلدادہ علماء کی خیر اور ہمدردی کا کوئی موقعہ اپنے ہاتھ سے آپ نے جانے نہیں دیا۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ محض غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم کے ثواب میں بالواسطہ طور پر انہیں بھی شامل کرنے کے لئے ان کو دعوتِ مصالحت دی۔ چنانچہ ۱۸۹۷ء میں آپ نے انہیں حلفاً پیشکش کی کہ:۔

"وہ آپ کی جماعت سے سات سال تک اس طور سے صلح کرلیں کہ تکفیر و تکذیب اور بدزبانی کو ترک کردیں اور محبت و اخلاق سے پیش آئیں۔ پس اگر ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں۔ اور خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے۔ جس سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام .... میں داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال ۴۴ کرلوں گا۔ اور خدا جانتا ہے کہ میں ہرگز کاذب نہیں۔ سات برس کچھ زیادہ نہیں اور اس قدر انقلاب اس تھوڑی مدت میں ہو جانا انسان کے اختیار میں ہرگز نہیں"۔

(ضمیمہ انجام آتھم صـ۲۵ تا ۳۵)

افسوس کہ یہ ندائے حق سنی ان سنی کردی گئی۔ اور اسے درخور اعتنا تک نہ سمجھا گیا۔ آخر چار برس کے شدید انتظار کے بعد جنابِ الٰہی کی طرف سے حضرت اقدس علیہ السلام کے دل میں تحریکِ مصالحت کی طرف دوبارہ توجہ پیدا ہوئی۔ اور حضور نے ۵ مارچ ۱۹۰۱ء کو قادیان سے حسب ذیل اشتہار شائع فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الصلح خیر

اے علماء قوم جو میرے مکذّب اور مکفّر ہیں یا میری نسبت متذبذب ہیں آج پھر میرے دل میں خیال آیا کہ میں ایک مرتبہ پھر آپ صاحبوں کی خدمت میں مصالحت کے لئے درخواست کروں۔ مصالحت سے میری یہ مراد نہیں ہے کہ میں آپ صاحبوں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کے لئے مجبور کروں۔ یا اپنے عقیدہ کی نسبت اس بصیرت کے مخالف کوئی کمی بیشی کروں جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ بلکہ اس جگہ مصالحت سے صرف یہ مراد ہے کہ فریقین ایک پختہ عہد کریں

کہ وہ اور تمام وہ لوگ جو ان کے زیر اثر ہیں۔ ہر ایک قسم کی سخت زبانی[1] سے باز رہیں اور کسی تحریر یا تقریر یا اشارہ کنایہ سے فریق مخالف کی عزت پر حملہ نہ کریں۔ اور اگر دونوں فریق میں سے کوئی صاحب اپنے فریق مخالف کی مجلس میں جائیں تو جیسا کہ شرط تہذیب اور شائستگی ہے۔ فریق ثانی مدارات سے پیش آئیں۔

یہ تو ظاہر ہے کہ انجام کار انہی اصولوں اور مدارات کی طرف لوگ آجاتے ہیں۔ جب دیکھتے ہیں کہ ایک فریق دنیا میں بکثرت پھیل گیا ہے۔ جیسا کہ آج کل حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی۔ باوجود ان سخت اختلافات کے جن کی وجہ سے مکہ معظمہ کی ارضِ مقدسہ بھی ان کو ایک مصلے پر جمع نہیں کرسکی۔ ایک دوسرے سے مخالطت اور ملاقات رکھتے ہیں۔ لیکن بڑی خوبی کی یہ بات ہے کہ کسی اندرونی فرقہ کی ابتدائی حالت میں ہی اس سے اخلاقی برتاؤ کیا جائے۔ خدا جس کو نیست نابود کرنا چاہتا ہے۔ وہی نابود ہوتا ہے۔ انسانی کوششیں کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔ اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ تو خود یہ سلسلہ تباہ ہوجائے گا۔ اور اگر خدا کی طرف سے ہے تو کوئی دشمن اس کو تباہ نہیں کرسکتا۔ اس لئے محض قلیل جماعت خیال کرکے تحقیر کے درپے رہنا طریق تقوے کے برخلاف ہے۔ یہی تو وقت ہے کہ ہمارے مخالف علماء اپنے اخلاق دکھلائیں ورنہ جب یہ احمدی فرقہ دنیا میں چند کروڑ انسانوں میں پھیل جائے گا۔ اور ہر ایک طبقہ کے انسان اور بعض ملوک بھی اس میں داخل ہوجائیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالے کا وعدہ ہے۔ تو اس زمانہ میں یہ کینہ اور بغض خود بخود لوگوں کے دلوں سے دور ہوجائے گا۔ لیکن اس وقت کی مخالطت اور مدارات خدا کے لئے نہیں ہوگی۔ اور اس وقت مخالف علماء کا نرمی اختیار کرنا تقوے کی وجہ سے نہیں سمجھا جائے گا۔ تقوے دکھلانے کا آج ہی دن ہے۔ جبکہ یہ فرقہ دنیا میں بجز چند ہزار انسان کے زیادہ نہیں۔ اور میں نے یہ انتظام کرلیا ہے۔ کہ ہماری جماعت میں سے کوئی شخص تحریر یا تقریر کے ذریعہ سے کوئی ایسا مضمون شائع نہیں کرے۔ جس میں آپ صاحبوں میں سے کسی صاحب کی تحقیر یا توہین کا ارادہ کیا گیا ہو۔ اور اس انتظام پر اس وقت سے پورا عملدرآمد ہوگا۔ جب

---

[1] سخت بد زبانی میں یہ بات داخل ہوگی کہ ایک فریق دوسرے فریق کو ان الفاظ سے یاد کرے کہ وہ دجال ہے یا بے ایمان ہے یا فاسق ہے۔ مگر یہ کہنا کہ اس کے بیان میں غلطی ہے۔ یا وہ غلطی یا مخطی ہے سخت بد زبانی میں داخل نہیں ہوگا۔ منہ

کہ آپ صاحبوں کی طرف سے اسی مضمون کا ایک اشتہار نکلے گا کہ آئندہ آپ پورے عہد سے ذمہ دار ہو جائیں گے کہ آپ صاحبان اور نیز ایسے لوگ جو آپ کے زیر اثر ہیں یا زیر اثر سمجھے جا سکتے ہیں۔ ہر ایک قسم کی بدزبانی اور ہجو اور سب وشتم سے مجتنب رہیں گے۔ اور اس نئے معاہدہ سے اس بات کا تجربہ ہو جائے گا کہ کس فریق کی طرف سے زیادتی ہے۔ اس سے آپ صاحبوں کو ممانعت نہیں کہ تہذیب سے رد لکھیں۔ اور نہ ہم اس طریق سے دستکش ہو سکتے ہیں لیکن دونوں فریق پر واجب ہوگا کہ ہر ایک قسم کی بدزبانی اور بدگوئی سے منہ بند کر لیں۔ مجھے بہت خوشی ہوگی جب آپ کی طرف سے یہ اشتہار پہنچے گا۔ اور اسی تاریخ سے ان تمام امور پر ہماری طرف سے بھی عملدرآمد شروع ہوگا۔ بالفعل اس اندرونی تفرقہ کے مٹانے کے لئے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں۔ آئندہ جس فریق کے ساتھ خدا ہوگا وہ خود غالب ہو جائے گا۔ دنیا میں سچائی اول چھوٹے سے تخم کی طرح آتی ہے۔ اور پھر رفتہ رفتہ ایک عظیم الشان درخت بن جاتا ہے۔ جو پھل اور پھول لاتا ہے اور حق جوئی کے پرندے اس میں آرام کرتے ہیں[1]۔

المشتہر۔ مرزا غلام احمد از قادیان ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان ۷۰۰ کاپی (یہ اشتہار ۲۶×۲۰ کے دو صفحوں پر ہے)

اس محبت بھرے پیغام صلح کو پڑھ کر مشائخ اور علماء نے کیا جواب دیا۔ آئندہ کسی اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں ۔

---

[1] کم از کم تین برس کے لئے یہ مصالحہ ضروری ہے۔ اور اس خیال سے کہ حساب میں غلطی نہ ہو۔ اس مصالحہ کی ابتدائی تاریخ یکم اپریل سنہ ۱۹۰۱ء مقرر کی گئی ہے۔ کیونکہ معلوم نہیں کہ آپ صاحبوں کی طرف سے بعد باہمی مشورہ کب سب کے دستخطوں کے ساتھ جو پانچ علماء سے کم نہ ہوں جواب اشتہار نکلے گا۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ منہ

(تبلیغ رسالت ص ۸۰ جلد دہم مؤلفہ قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق)

لوازمات دعائے کامل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"دعائے کامل کے لوازمات یہ ہیں کہ اس میں رقت ہو، اضطراب اور گدازش ہو۔ جو دعا عاجزی اضطراب اور شکستہ دلی سے بھری ہوئی ہو وہ خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچ لاتی ہے اور قبول ہو کر اصل مقصود تک پہنچا جاتی ہے۔" (ملفوظات جلد ششم ص ۹۸)

مصیبت کو دیکھ کر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"سو تم مصیبت کو دیکھ کر اَور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے۔ اور اُس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ سے یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو۔ اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبّر نہ کرو۔ گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو۔ گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیے ہیں۔ بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اُس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو۔ نہ خود پسندی سے ان پر تکبّر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقوےٰ اختیار کرو۔ اور مخلوق کی پرستش نہ کرو۔ اور اپنے مولےٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ۔ اور دُنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو۔ اور اُس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو۔ کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقوےٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن

بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں۔ بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے۔ اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔ تم ریاکاری سے اپنے تئیں بچا نہیں سکتے۔ کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے۔ کیا تم اس کو دھوکہ دے سکتے ہو۔ بس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ۔ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دے گی۔ اور اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں کہ جو قبول کے لائق ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لے کر اپنے تئیں دھوکا دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا ہے۔ کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے۔ اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو۔ اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلیل اختیار کرو تا تم بخشے جاؤ۔

نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو۔ تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ۔ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔"

(کشتی نوح ص۲۴ تا ۲۶)

برکاتِ خلافت

مکرم عبد الخالق صاحب خالد

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۔ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۔ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ؀

خلافت کی برکات اللہ تبارک وتعالےٰ نے اس آیت کریمہ میں بیان فرمادی تھیں۔ جو میں نے اوپر لکھ دی ہے۔ پہلی برکت تو اللہ تعالےٰ نے یہ فرمائی کہ خلافت کے ذریعہ دین کو تمکنت نصیب ہوتی ہے۔ دوسری برکت یہ گنوائی کہ مسلمانوں کا خوف مبدل با امن ہوجاتا ہے۔ اور تیسری برکت یہ گنوائی کہ قوم میں دینی رجحان نمایاں رہتا ہے يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے یہ ارشادات لفظ لفظ پورے ہوئے۔ جب تک مسلمانوں نے خلافتِ راشدہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔ دنیا کی ہر قوم اور ہر طاقت اس کے سامنے سرنگوں رہی۔

حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں، حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں، حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں اسلام ایک عظیم طاقت کی صورت میں ابھرا۔ اور دنیا کی کوئی طاقت مسلمانوں کے پنجہ سے پنجہ نہ لڑا سکی۔ قیصر کا کروفر، کسریٰ کی شان وشوکت اس کے سامنے آئے تو خاک میں مل گئے۔ بسا اوقات دشمن نے زنجیروں سے ایک دوسرے کے ساتھ باندھ کر لوہے کی صفوں کی صورت میں دریا کی تند وتیز لہروں کی صورت میں آگے بڑھنے کی کوشش کی لیکن خدا تعالیٰ کی توحید اور تقوےٰ میں جو عظیم الشان شجاعت پیدا ہوتی ہے۔ اس کے سامنے وہ نہ ٹھہر سکے۔

مست ہاتھیوں کو میدان میں لائے تو عربوں نے اونٹوں کی گردنوں پر جھول ڈال دیئے۔ اور جب اونٹوں نے گردنیں ہلائیں تو ہاتھی سمجھے یہ کیا بلا آگئی ہے۔ خالد جسے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے سیف اللہ کے لقب سے نوازا۔ آگے بڑھے اور سب سے بڑے ہاتھی کی سونڈھ کاٹ کے رکھ دی۔ دنیا حیران تھی کہ مسلمان کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں مٹی تو وہی تھی جن سے ان کے آباد اجداد بنے تھے۔ لیکن ان کے پیچھے مدینہ میں بیٹھے ہوئے جانشین رسول کی

دعائیں ہوا کرتی تھیں۔

خلافتِ راشدہ کے زمانہ میں جو فتنہ بھی اٹھا۔ جب اس فتنہ کے بادل چھٹے تو مسلمانوں کی صفیں اس سے بہت آگے ہوتیں۔ ابوبکرؓ کے زمانہ میں فتنۂ ارتداد وہ فتنہ تھا کہ قریب تھا کہ مرتد قبائل کے لشکر مدینہ پر حملہ آور ہوتے۔ اور مدینہ کی گلیوں میں مسلمانوں کی پاک بیویوں کی بے حرمتی ہوتی۔ حضرت عمرؓ جیسا جری آدمی بھی ابوبکرؓ کو یہ مشورہ دیتا ہے کہ لشکر باہر روانہ نہ کیجئے۔ لیکن اکسٹھ سال کا رقیق القلب بوڑھا ابوبکرؓ عمرؓ کو کہتا ہے کہ جبّارٌ فی الجاھلیۃ وخوارٌ فی الاسلام کہ جہالت میں تو بہادری اور اسلام میں یہ بزدلی۔ ہر فتنہ جو بھی خلافتِ راشدہ میں اٹھا اس کی کلائی مروڑ کر رکھ دی گئی۔

دینی رجحان کا یہ عالم تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین۔ دنیاوی مال کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ خدا کے دین کی اشاعت کے لئے ہر وقت سرگرداں رہتے۔ رات کی تاریکیوں میں دربارِ خداوندی میں حاضر دیتے تو دن کی روشنی میں اسلامی سرحدوں کو مضبوط کرتے۔

حجاز سے اپنی نظر کو برصغیر کی طرف لائیں۔ مسیح پاک کی وفات کے بعد دشمن یہ سمجھا یہ پودا اب سوکھ جائیگا۔ مرزا صاحب جیسا فصیح و بلیغ انسان جماعت میں نہیں۔ وہ مدعی الہام جس پر خدا کے فرشتے نازل ہوتے تھے وہ خدا کو پیارا ہو چکا ہے۔ غیر تو کیا اپنوں کے دل بھی لرزاں تھے۔ تب خداوند قدوس نے مولانا نور الدینؓ کے ہاتھ میں جماعت کی قیادت دی۔ اس بوڑھے نے اپنے بازوؤں میں تمام تر توانائی کو سمیٹا۔ قرآن ہاتھ میں لے کر آگے بڑھا۔ اور مسیح کے مشن سے اس طرح دنیا کو روشناس کروایا کہ لوگوں نے کہا۔ یہ تو عالم قرآن تھا اس کے بعد دیکھئے ہیں کیا ہوتا ہے۔ چھ سال کے بعد جب یہ مقدس خلیفہ خدا کو جا ملا۔ تو پچیس برس کے نوجوان کے سر کے اوپر تاج خلافت رکھا خدا نے اس کو توفیق دی کہ اس نے مسیح پاک کے مشن کو آگے بڑھایا۔ اور اختصار سے یہ عرض کرتا ہوں کہ جب وہ نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا گیا تو جماعت کی یہ حالت تھی کہ آفتاب احمدیت نصف النہار تک پہنچ چکا تھا۔ سلطنت برطانیہ کا سورج غروب ہو رہا تھا۔ اور احمدیت کا سورج پوری تابانی کے ساتھ جلوہ گر تھا۔ اور ان کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے موعود قافلہ کو ردائے خلافت عطا کی۔ اور احمدیت کا قافلہ پھر آگے بڑھنا شروع ہوا۔

خلافت خدا کے وعدوں کے مطابق اعمال صالحہ بجا لانے والوں کو ملتی ہے۔ اگر اس خدائی نعمت سے متمتع ہونا چاہتے ہو تو ایک لڑی میں پروئے رہو۔ ایک ہاتھ پر اکٹھے ہو جاؤ۔ اس خلیفہ راشد کے انتباہ کو یاد رکھو جو اس نے فتنہ گردوں سے مخاطب ہوتے ہوئے ان کو کہا تھا کہ یاد رکھو کہ اگر مجھے شہید کر دو گے تو کبھی ایک ہاتھ پر اکٹھے نہیں ہوسکو گے۔ اور دودھ دینے والی اونٹنی سرخ خون دیا کرے گی۔

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

بعض روایات

محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور ربوہ

(۱)

روایات ملک ہدایت اللہ صاحب ہیڈ کنسٹیبل پنشنر خوشاب

مکرم ملک ہدایت اللہ صاحب نے یہ روایات خاکسار کو ۱۹۳۳ء میں لکھوائی تھیں۔ جبکہ خاکسار ایک تبلیغی دورہ پر خوشاب گیا تھا۔ (عبد الرحمٰن انور)

مکرم ہدایت اللہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لیکچر لاہور ۱۹۰۴ء میں میلارام کے منڈوے میں ہوا۔ جب حضرت صاحب فٹن پر سوار ہو کر منڈوے کے پاس پہنچے۔ تو انگریز پولیس والوں نے اپنے ٹوپ اتار کر حضور کو سلامی دی۔ یہ لیکچر حضرت مولوی عبد الکریم صاحب نے پڑھا تھا۔

مجھے ان دنوں لاہور میں حکیم محمد رمضان صاحب کے ذریعہ بیعت کی توفیق ملی۔ اس کے بعد میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں قادیان گیا۔ لیکن کوئی خاص بات اب یاد نہیں۔

(۲)

روایات مکرم مولوی محمد علی صاحب ساکن کاموکے

عید الاضحیٰ کے دن صبح کے وقت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے فرمایا کہ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ ہمارے وعظ سننے نہیں آتے۔ آپ بھی کچھ بیان کیا کریں۔ حضرت صاحب نے فرمایا آپ کہا کہتے ہیں، رات بھر سردرد رہا ہے۔ ذہن میں کوئی مضمون نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں کل نشان دکھلاؤں گا چنانچہ عید الضحیٰ کے دن صبح ۸ بجے عید کی نماز پڑھی۔ حضور کرسی پر بیٹھے اور خطبہ الہامیہ بیان کرنا شروع کیا۔ حضور

کی آنکھیں بند تھیں۔ ایک ایک فقرے کو دو دو دفعہ دہراتے تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحب اور مولوی نورالدین صاحب لکھتے تھے۔ یہ خطبہ الہامیہ ہمارے روبرو نازل ہُوا اور سنا گیا۔ حضور سات بجے سے دس بجے تک لکھاتے رہے۔

(۳)

روایات مکرم بابو عبدالعزیز صاحب دفتر لوئر چناب ساکن لائل پور

یہ روایات مکرم بابو عبدالعزیز صاحب ملازم دفتر لوئر چناب ساکن لائل پور نے خاکسار کو ۱۲/۴۲ کو خود لکھوائیں۔
(عبدالرحمٰن انور)

سیالکوٹ میں میں نے اس سال بیعت کی جس سال حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات ہوئی۔ میں قادیان میں ۱۴ دن رہا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے بہت دعا کی کہ مولوی عبدالکریم صاحب کو صحت ہو جائے۔ حتیٰ کہ اب تو ایک طرح پر اللہ تعالیٰ نے مجھے جھڑک بھی دیا ہے۔

محبتِ ذاتی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"جب (انسان) اللہ تعالیٰ سے بالکل راضی ہو جاوے اور کوئی شکوہ و شکایت نہ رہے۔ اس وقت محبتِ ذاتی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ سے محبتِ ذاتی پیدا نہ ہو۔ ایمان بڑے خطرہ کی حالت میں ہے۔ لیکن جب ذاتی محبت ہو جاتی ہے تو انسان شیطان کے حملوں سے امن میں آجاتا ہے۔ اس ذاتی محبت کو دعا سے حاصل کرنا چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۵۰)

کوئی نیکی ادنیٰ نہیں

مکرم و محترم جناب شیخ مبارک احمد صاحب قائد تربیت مجلس انصار اللہ نے یہ مضمون انصار اللہ سرگودھا کے اجلاس منعقدہ ۱۲ اپریل میں پڑھا:

چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی بجا لاؤ۔

بہت سی چھوٹی چھوٹی نیکیاں ہیں جنہیں ہم اس وجہ سے نظر انداز کر جاتے ہیں کہ وہ معمولی ہیں ادنےٰ ہیں۔ اور ان کے لیئے ہمیں خاص اہتمام نہیں کرنا پڑتا۔ بہت لوگ جو اس فکر میں تو رہتے ہیں کہ ہمیں کسی بڑی نیکی کے کرنے کی توفیق ملے۔ یا ہم کوئی بڑا کارنامہ انجام دیں۔ مگر بسا اوقات انہیں کسی کارنامے یا کسی بڑے اہم کام یا بڑی نیکی کی توفیق نصیب نہیں ہوتی۔ اگر ہوتی بھی ہے تو کوئی ایک وجہ پیدا۔ خود غرضی یا کسی اور وجہ کی بناء پر وہ نیکی ناقص یا ادھوری رہ جاتی ہے۔ اس کے برعکس بہت سی چھوٹی چھوٹی نیکیاں ایسی ہیں جو اگر کسی دقت کی وجہ سے ادا بھی کر دی جائیں تو بھی اپنی کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے ایسی ہوتی ہیں کہ ان میں انسان دوسرے اوقات میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور جب ان کا ایک بڑا ذخیرہ ہو جاتا ہے۔ تو اس ذخیرہ کے باعث ان کی نیکیوں کا پلڑا ایسا بھاری ہو جاتا ہے کہ بڑی گو اس کے حساب کتاب میں درج بھی ہوں تو بھی بوجہ ان کے پلڑا ہلکا ہونے کے قرب الٰہی کے حصول میں روک نہیں بن سکتیں۔ بلکہ ان معمولی معمولی نیکیوں کی کثرت کے طفیل انسان خدا کے حضور سرخروئی کے ساتھ حاضر ہوتا اور محبوبیت کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہر ایک نیکی کی راہ اختیار کرو۔ نہ معلوم تم کس راہ سے بخشے جاؤ۔ پس ایسی نیکیوں کی راہ جو ادنےٰ اور بظاہر معمولی اور چند لمحات میں بجا لائی جا سکتی ہیں کو بھی اختیار کرنا ضروری ہے۔ تا اگر بڑی نیکیوں کے بجا لانے کی توفیق سے کسی وجہ سے محروم رہیں۔ تو ان ادنےٰ اور چھوٹی چھوٹی نیکیوں کو کثرت سے بجا لا کر نیکیوں کے پلڑا کو بھاری کر لیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ ارشاد فرمایا تھا کہ نماز کے بعد تسبیح و تحمید کر لیا کریں تو اس سے یہ بھی مقصود تھا کہ اگر بعض لوگ اپنے حالات یا مقدرت یا وسعت کی وجہ سے بڑی نیکیوں کو انجام دے نہ لیں تو تمام چھوٹی چھوٹی نیکیوں کو انجام دے کر اپنی کمی کو پورا کر لیں۔

اذان سننے کی دعا شفاعت کا موجب ہوتی ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ کلام اور سنتِ مطہرہ سے ہمیں بے شمار اس قسم کی نیکیوں کا پتہ لگتا ہے۔ جو بہت ہی چھوٹی ہیں اور بظاہر معمولی اور سادہ نظر آتی ہیں اور ایسی ہیں کہ جو چند منٹوں میں بلکہ سیکنڈوں میں بجالائی جاسکتی ہیں۔ لیکن اپنے اجر اور ثواب اور بدلہ کے لحاظ سے بہت ہی اہمیت رکھتی ہیں۔ اور ان کے بجالانے پر کسی قسم کا خاص خرچ یا بوجھ برداشت نہیں کرنا پڑتا۔ ہر چھوٹا بڑا غریب۔ فقیر۔ امیر۔ محتاج۔ بادشاہ۔ مسکین۔ مرد۔ عورت۔ بچہ اور جوان بلکہ کمزور اور بوڑھے تک بھی انہیں آسانی سے بجالاسکتے ہیں۔ مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان سننے پر اگر یہ دعا پڑھی جائے کہ

اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ اٰت محمدن الوسیلۃ

والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ مقاماً محمود الذی وعدتہ

تو اس دعا کو پڑھنے والے کے لئے حضورؐ کی شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔ یہ دعا بڑی آسانی کے ساتھ اگر خاص توجہ سے بھی پڑھی جائے۔ تو ایک آدھ منٹ میں پڑھی جاسکتی ہے۔ مگر پڑھنے والے کے متعلق ایک تو یہ اثر ہوتا ہے کہ اسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے خاص محبت ہے۔ دوسرے حضور کے فرمان پر اسے کامل یقین ہے۔ اس یقین اور محبت سے جب یہ دعا پڑھی جاتی ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو جذب کرلیتی ہے۔ روزانہ پانچ دفعہ اذان دی جاتی ہے۔ اگر کسی انسان کو اس کی مشغولیت یا مصروفیت یا دیگر کاروباری حالات کی وجہ سے روزانہ پانچ بار نماز کے لئے اذان سننے کا موقعہ نہ بھی ملے۔ ہفتہ میں ایک ہی بار ملے۔ اور توجہ اور محبت اور جذبہ سے ہفتہ میں ایک بار ہی یہ دعا پڑھ لیا کرے۔ اور اگر اس کی عمر ستر سال یا اسی سال کی ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسے سال میں پچاس بار اور ستر یا اسی سال کی عمر میں سے ہوش و حواس کی عمر ۶۰ یا ۵۰ سال کی بھی ہو تو پھر بھی کم از کم پچیس سو بار اسے یہ دعا پڑھنے کا موقعہ مل جائے گا۔ اور صادق و مصدوق کی شفاعت کا وہ مستحق ہو جائے گا اور جب ایک مخلص مومن کو یہ علم ہوگا کہ اس دعا کے پڑھنے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اس کے لئے واجب ہو جاتی ہے۔ تو کوشش کرے گا کہ یہ ایک دو منٹ میں پڑھی جانے والی دعا۔ یہ چند لمحات میں ادا ہونے والی نیکی وہ روزانہ کئی کئی بار اذان سنکر بجالاتا رہے تا اگر کسی وقت کی دعا کسی وجہ سے ردّ بھی ہو جائے۔ تو دوسرے اوقات کی دعا قبولیت کا جامہ پہن لے۔ اور وہ سرورِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو حاصل کرنے والا بن جائے اب بظاہر یہ ایک معمولی سی بات ہے۔ اور اکثر اوقات ہم اپنی غفلت یا بے توجگی سے نظر انداز کر دیتے ہیں۔ لیکن ثواب و بدلہ اور انجام کے لحاظ سے یہ کس قدر پُر تاثیر نیکی ہے۔ اور روزمرہ انجام دینے سے ہم اپنی نیکیوں کے ذخیرہ کو

کس قدر ترقی دے سکتے ہیں۔

درود شریف پڑھنے والے پر دس گنا رحمت

اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اور میرے لئے رحمت کی دُعا مانگتا ہے۔ خدا تعالےٰ اُس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے۔ اگر توجہ واخلاص اور محبت کے جذبہ سے درود شریف پڑھا جائے تو اس کے لئے خاص وقت اور محنت کی بھی ضرورت نہیں۔ گھروں سے بازار جاتے۔ کاروبار کے لئے جاتے ہوئے، دفتروں کے لئے چلتے ہوئے اور آتے ہوئے خاموشی کے ساتھ درود شریف پڑھتے جائیں۔ تو دس پندرہ منٹ میں حد بیس منٹ میں انسان ایک صد مرتبہ درود شریف پڑھ لیتا ہے۔ کسی وقت خلوت میں یا خاص گھڑیوں میں درود شریف پڑھا جائے اور انسان کے لئے عند فرصت بھی میسر آجائیں تو بھی متعدد مرتبہ درود شریف پڑھا جا سکتا ہے۔ کم از کم اگر انسان روزانہ آتے جاتے اور مختلف اوقات میں سو بار درود شریف پڑھے تو صرف ۱۵ یا ۲۰ منٹ کا ذکر ہے، تو ایک ہزار بار خدا تعالےٰ کی رحمتوں کے حاصل کرنے کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ہفتوں۔ مہینوں اور سالوں میں لاکھوں اور کروڑوں مرتبہ خدا کی رحمت کو انسان حاصل کرے گا۔ ہر بار کا درود ایک زبردست نیکی ہوگا۔ یہ لاکھوں اور کروڑوں نیکیاں اُس کے حساب میں لکھی جائیں گی اور جب نیکی و بدی کے حساب کا دن ہوگا۔ تو ان بظاہر چھوٹی چھوٹی نیکیوں کے باعث اُس کے حساب میں جب لاکھوں اور کروڑوں اور اربوں اس قسم کی نیکیاں ہونگی تو اُس کی نیکیوں کی میزان اتنی بھاری ہو جائیگی کہ بدیاں۔ غفلتیں اور خطائیں حصول جنت میں روک نہ بن سکیں گی۔ بلکہ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ کے مطابق اُس کی بدیاں اور غلطیاں محو کر دی جائیں گی۔

تشہد پڑھنے سے جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں

اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پوری طرح وضو کرے اور پھر وضو کرنے کے بعد اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ پڑھے تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ اب مسجد جانے کی نیکی کے ساتھ وضو اور تشہد پڑھنے کی نیکی جو آتی ہے کہ ایک منٹ کے اندر انسان بڑی خوبی اور توجہ کے ساتھ پڑھ لیتا ہے۔ اگر صرف فرض نمازوں کو ہی ادا کیا جائے۔ اور ان فرض نمازوں کے لئے وضو کیا جائے۔ اور ہر وضو کے بعد یہ کلمات توجہ سے پڑھ لئے جائیں۔ تو ایک ماہ میں ۱۵۰ نیکیاں ہو جاتی ہیں اور ایک سال میں ۱۸ ہزار اور اگر ہوش وحواس کی عمر ۵۰ سال کی بھی نصیب ہو جائے۔ تو یہ نیکیاں ۹۰ لاکھ بن جاتی ہیں۔ یہ اسلام کا کس قدر احسان ہے کہ انسان ایک طرف بے حد کمزور اور ناتوان ہے کہ ہر وقت غلطی اور خطا کا

مرتکب ہو جائے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس کی خطاؤں اور غلطیوں کے مٹانے کے لئے آسان اور ارزاں چھوٹی چھوٹی نیکیوں کے اس قدر راستے کھول دیئے ہیں کہ آدمی کسی وقت بھی رحمت الٰہی سے مایوس نہیں ہو سکتا۔ سوائے اس کے کہ کوئی ازلی بدبخت ہو۔ ورنہ معمولی عقل و فکر کا انسان بھی تھوڑی سی توجہ سے اپنے لئے بے شمار نیکیوں کا ذخیرہ جمع کر لیتا ہے۔ وہ ان نیکیوں کی بدولت بے شمار خطاؤں اور غلطیوں اور کوتاہیوں کو کالعدم قرار دے سکتا ہے۔ اب وضو کے بعد یہ کلمات پڑھنے پر نہ کچھ خرچ ہوتا ہے نہ وقت لگتا ہے نہ بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ لیکن خدا کے محبوب اور الامین کا یہ فرمان کہ جو کوئی ان کلمات کو بعد وضو پڑھے گا اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

دو آسان کلمے لیکن میزان میں بھاری

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلمتان خفیفتان علی اللسان کہ دو کلمے ایسے ہیں کہ زبان کے لئے ان کا ادا کرنا بڑا ہی آسان ہے۔ ثقیلتان فی المیزان۔ لیکن ثواب و اجر کے میزان میں وہ بڑے بھاری ہیں۔ بظاہر یہ کتنی چھوٹی سی بات ہے اور کتنی معمولی سی نیکی ہے۔ جس کے بجا لانے کے لئے کوئی مشقت کوئی قربانی کوئی تکلیف برداشت نہیں کرنی پڑتی۔ اور اگر تھوڑی سی بھی توجہ ہو تو انسان دن میں کیا سینکڑوں بار ان کلمات کو پڑھ سکتا ہے۔ مگر خدا کے نبی نے فرمایا ہے کہ بلحاظ وزن کے یہ بہت بھاری ہیں۔

پس جس شخص کی نیکیوں کے پلڑے میں یہ جواہرات ہوں گے۔ اس کی ترازو وزنی ہو جائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق آپ کے اکثر صحابہ نے بیان فرمایا اور ہم نے ان سے متعدد مرتبہ اپنے کانوں سے سنا کہ حضور بڑی کثرت سے ان پاکیزہ کلمات ہلکے پھلکے کلمات کو پڑھا کرتے تھے۔ آپ ان کی قیمت سے واقف تھے۔ آپ کو معلوم تھا کہ خدا کے محبوب نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمودہ کہ ان کا وزن بہت بڑا ہے۔ اور وہ کلمات یہ ہیں۔

سبحان اللہ و بحمدہٖ و سبحان اللہ العظیم

الغرض اس قسم کی ایسی متعدد چھوٹی چھوٹی نیکیاں ہیں جن کو اگر ہم اپنی غفلت سے ضائع نہ کردیں۔ تو ایک بڑا قیمتی ذخیرہ اپنی عاقبت کے لئے جمع کر سکتے ہیں۔ اور یہ ذخیرہ ایسا مبارک ہوگا کہ ہمیں خدا تعالےٰ کے حضور عزت و آبرو کی زندگی بخشے گا۔ لیکن اگر ہم اس خیال میں بیٹھے رہیں کہ ہم تو بڑی نیکی ہی کریں گے۔ کوئی بڑا کارنامہ ہی سرانجام دیں گے تو ہو سکتا ہے کہ اسی خیال میں وقت گزر جائے۔ اور کسی بدقسمتی سے بڑی نیکی کو بجا نہ لاسکیں اور چھوٹی چھوٹی نیکیاں بڑی نیکی کے بجالانے کے خیال میں ضائع کردیں۔

سچی بات تو یہ ہے کہ اگر ہم ان چھوٹی چھوٹی نیکیوں کو قیمتی موتی سمجھ کر دونوں ہاتھوں سے عزت و تکریم کے ساتھ لینے کی کوشش کریں اور توجہ کے ساتھ ان کی قدر و قیمت کو پہچان کر ان کو عمل جامہ پہنانا شروع کر دیں۔ تو بڑے بڑے کارناموں کے بجالانے کی بھی توفیق مل جاتی ہے۔ بلکہ ان چھوٹی چھوٹی نیکیوں کا اتنا بڑا ذخیرہ بن جاتا ہے۔ کہ خود اپنی ذات میں ایک بڑا عظیم الشان کارنامہ ہو جاتا ہے۔ ہمیں اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے کہ ان نیکیوں کو ادنےٰ نہ خیال کریں۔ اور نہ انہیں چھوٹا سمجھ کر ضائع کریں۔ تا ہماری عاقبت کو نیک بنانے کا موجب ہو جائے ؎

کامل فرمانبرداری

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"تم اپنے سارے ہی قوےٰ کو پورے طور پر اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری میں لگا دو۔ جو جو کمی کسی قوت میں ہو اسے اس پان والے کی طرح جو گندے پان تلاش کر کے پھینک دیتا ہے۔ اپنی گندی عادات کو نکال پھینکو اور سارے اعضاء کی اصلاح کر لو۔ یہ نہ ہو کہ نیکی کرو اور نیکی میں بدی ملا دو۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۲۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت بیرونی ممالک کے نمائندگان کے لئے گیسٹ ہاؤس کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے اس کے چندہ کی طرف فوری توجہ فرمائیں۔ (ملک محمد عبداللہ قائد مال مجلس انصار اللہ)

گیسٹ ہاؤس مجلس انصار اللہ کی تعمیر میں نمایاں

حصہ لینے والے مخلصین

(از مکرم ملک محمد عبداللہ صاحب قائد مال مجلس انصاراللہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد مبارک کی تعمیل میں بیرونی ممالک کے وفود کے لئے مجلس انصاراللہ مرکزیہ بھی ایک گیسٹ ہاؤس تعمیر کر رہی ہے۔ اس پروگرام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے امسال مجلس مشاورت کے موقعہ پر صدر انصار اللہ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے ناظمین انصار اللہ کی ایک میٹنگ بلائی تھی اور مشورہ کے بعد تمام اضلاع کے ذمہ ان کے بجٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک رقم معیّن فرمادی تھی۔ یہ بھی فیصلہ ہوا تھا کہ جو اراکین یا مجالس ایک پورے کمرے کا خرچ مبلغ ۸ ہزار روپے ادا فرمائیں گے ان کا نام اس کمرہ پر تحریک دعا کے طور پر کندہ کرادیا جائے گا۔ اور جو اراکین تین صد یا اس سے زائد رقم ادا کریں گے ان سب کے نام ایک نمایاں جگہ پر یادگار اور تحریک دعا کے طور پر کندہ کرائے جائیں گے الحمد للہ کہ اراکین اور مجالس نے اس تحریک کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا ہے۔ اس وقت تک جن احباب نے نمایاں رنگ میں حصہ لیا ہے۔ ان کے اسماء حسب ذیل ہیں۔ مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب زعیم اعلیٰ اسلامیہ پارک لاہور نے اپنا سالانہ بجٹ پورا کرنے کے علاوہ اس فنڈ میں اپنی معینہ رقم ۳۰۰۰ کے مقابل پر ۳۲۸۳ روپے ادا کر دیئے اور ملک عبداللطیف صاحب ستکوہی اور عبدالطیف صاحب بھٹی نے اپنے حلقہ کے چندہ کے علاوہ دونوں نے ملکر ایک سالم کمرے کی تعمیر کا وعدہ کیا ہے۔ یہ اٹھارہ ہزار روپے ادا فرمائیں گے۔ مکرم ملک صاحب نے اپنے اس وعدہ میں سے ۳۰۰۰ روپے ادا کر دیئے ہیں۔ باقی احباب جنہوں نے ۳۰۰ سے زائد رقم ادا کی ہے۔ ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ مکرم عبداللطیف صاحب ستکوہی ۵۲۰ روپے (یہ رقم مذکورہ نو ہزار کے علاوہ ہے)
۲۔ 〃 چوہدری نصیر احمد صاحب زعیم اعلیٰ ۵۲۰ 〃
۳۔ 〃 ملک عبدالحمید صاحب ستکوہی ۳۰۰ 〃
۴۔ 〃 ملک عبدالعزیز صاحب بھٹی ۳۰۰ 〃
۵۔ 〃 میاں جلال الدین صاحب کرشن نگر ۳۰۰ 〃
۶۔ 〃 شیخ بشیر احمد صاحب سمن آباد ۳۰۰ 〃

جزاھم اللہ تعالےٰ احسن الجزاء۔ ان کے علاوہ مجلس انصاراللہ لائل پور اور مجلس انصاراللہ کوئٹہ

کی وصولی چندہ کی رفتار بھی تسلی بخش ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے آمین۔ تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اس لئے تمام ناظمین اور زعماء کرام سے گزارش ہے کہ وہ اس کام کی طرف پوری توجہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے فضلوں اور برکات سے نوازے آمین۔

انصار اللہ اور مالی قربانی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں انصار اللہ کا ذکر ہے فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مالی . . . قربانیاں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ ان کا ایک ایسا سودا ہے جس میں نفع ہی نفع ہے۔ اور نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ اور ان کے لئے جہاں اخروی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی جنت مقدر ہے۔ وہاں دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ انہیں فتح و نصرت عطا کرے گا جیسا کہ فرمایا۔ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ کہ دنیوی زندگی میں بھی ان کے لئے بڑی بشارتیں اور کامرانیاں ہیں۔

پس دینی و دنیوی برکتوں کے حصول کے لئے مالی　　　جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اور غلبۂ اسلام کی پیشگوئیوں کے پورا کرنے میں شریک ہوں۔ مجالس اور اراکین انصار اللہ اس امر کا جائزہ لیں کہ انہوں نے اپنا بجٹ پورا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس امر کی توفیق عطا فرمائے آمین

خاکسار :۔ ملک محمد عبد اللہ قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ

سہ ماہی دوم میں انصار اللہ کا پورا بجٹ ادا فرمائیں

جو مجالس سہ ماہی دوم یعنی ۳۰ جون تک اپنا سالانہ بجٹ پورا کر دیں گی۔ ان کے اسماء گرامی حسب سابق حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے۔ اور حضور کی خدمت اقدس میں ان کے لئے دعا کی درخواست کی جائے گی۔ سہ ماہی اوّل میں متعدد مجالس اپنا بجٹ پورا کر کے اس خصوصی دعا کی حقدار بنی ہیں۔ جن کے نام ماہنامہ انصار اللہ اور الفضل میں شائع کر دیئے گئے تھے۔ اب اس سہ ماہی میں بھی اس کی طرف پوری پوری توجہ دے کر ممنون فرمائیں اور اپنے پیارے امام کی بابرکت دعائیں حاصل کریں۔

ملک محمد عبد اللہ قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ

ماہانہ رپورٹ کارگزاری انصار اللہ

انصار اللہ کی ماہانہ رپورٹ کارگزاری ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ تک دفتر انصار اللہ مرکزیہ میں پہنچ جانی چاہیئے اگر آپ نے اس وقت تک ماہ ہجرت / مئی کی رپورٹ کارگزاری دفتر میں نہیں بھجوائی تو براہ کرم اوّلین فرصت میں رپورٹ بھجوادیں۔

جتنا کام کرنا ضروری ہے ۔ رپورٹ کا بھجوانا بھی اتنا ہی ضروری ہے۔ رپورٹ کے بغیر مرکز کو آپ کی مساعی کا علم نہیں ہوسکتا۔ براہِ کرم آئندہ کے لئے اس بات کا خاص طور پر اہتمام فرمائیں کہ ہر ماہ کی دس تاریخ تک گذشتہ ماہ کی رپورٹ مرکز میں پہنچ جایا کرے ۔ جزاکم اللہ

قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ

تقرر ناظمین اضلاع انصار اللہ

صدر محترم مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق ناظمین کا انتخاب دسمبر ۱۹۷۷ء/ ۱۳۵۵ہش تک منظور فرمایا ہے ۔ متعلقہ مجالس کو ناظمین اضلاع سے تعاون کرنا چاہیئے۔

نمبر شمار	نام ضلع	ناظم ضلع
۱	راولپنڈی	مکرم چوہدری عبد الحق صاحب ورک
۲	سکھر	" قریشی عبد الرحمٰن صاحب
۳	کراچی	" کیپٹن سید افتخار حسین صاحب

نوٹ :۔ جن امراء کرام نے ابھی تک ناظمین اضلاع کا انتخاب کروا کر مرکز میں رپورٹ نہیں بھجوائی ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ براہ کرم اپنی رپورٹ جلد مرکز میں بغرض منظوری بھجوادیں ؛

قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ

ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ   جون - جولائی ۱۹۷۴ء   رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۴۸۳

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا -